

دو مرتبہ دریائے سندھ میں ایسا واقعہ پیش آیا کہ ارد گرد کی برفانی چٹانیں دریا میں آگریں اور بہاؤ رک گیا، یہاں تک کہ آگے دریا بالکل پایاب رہ گیا۔ پھر جمع شدہ پانی نے یکایک برفانی چٹانوں کو توڑ دیا اور اتنا پانی آیا کہ دریا کے اصل بہاؤ سے تیرہ تیرہ فٹ اونچا بہنے لگا۔ آس پاس کی اکثر بستیاں تباہ ہو گئیں۔

یہی مثال مرزا نے اپنی طبع رواں کے لیے اختیار کی فرماتے ہیں کہ اگر کسی مصیبت یا رنج و غم کے باعث طبیعت میں رکاوٹ پیدا ہوتا ہے تو ندی نالوں اور دریاؤں کی طرح اس کی روانی تیز تر ہو جاتی ہے اور بہتر سے بہتر اور پرتاثر مضمون تراوش کرتے ہیں۔

۱۱۔ شرح : دنیا میں اور بھی اچھے اچھے شاعر اور سخنور موجود ہیں، لیکن لوگ کہتے ہیں کہ غالب کا انداز بیان ان سب سے الگ اور اچھوتا ہے۔ اس شعر میں بھی بیان کی جدت طرازی کا کمال دکھادیا، یعنی اپنے انداز کے اچھوتا ہونے کی کہانی خود نہ کہی، دوسروں کی زبان سے کہلوائی اور وہ بھی اس طرح کہ لوگوں میں عام چرچا رہے، عام شہرت ہے، غالب کا انداز بیان سب سے الگ ہے۔

۱۔ لغات۔ آبِ برجا ماندہ : صفائے حیرت آئینہ ہے، سامانِ رنگِ آخر
انہی جگہ ٹھہرا ہوا پانی، جیسے حوض
تغیر، آبِ برجا ماندہ کا، پاتا ہے رنگِ آخر
اور تالاب کا پانی کہ وہ جاری نہیں
نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر و حشت کی
ہوتا، بلکہ ٹھہرا رہتا ہے۔

شرح : آئینے کی حیرت
ہو اجامِ زمرّد بھی مجھے، داغِ پلنگِ آخر
اور صفائی ہی اس کے لیے آخر

رنگ کا سامان بن جاتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ جو پانی اپنی جگہ ٹھہرا رہے گا اور جاری نہ ہوگا، اس کا رنگ بدل جائے گا اور کاٹی جم جانے سے اس کی صفائی اور پاکیزگی باقی نہ رہے گی۔